ماہنامہ

خدیجہ

لجنہ اماءاللہ جرمنی کا ترجمان

جرمنی

مدیرہ:۔صبیحہ محمود

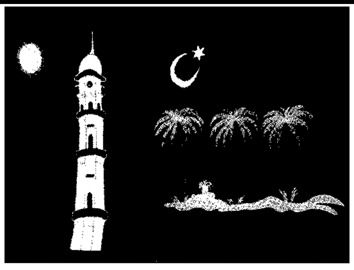

جلد نمبر 15 ماہ تبلیغ 1392 ہجری شمسی بمطابق فروری 2013ء شمارہ نمبر: 3

زیرِ نگرانی:۔نیشنل صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی: محترمہ امۃ الحیٔ احمد صاحبہ۔ سیکرٹری اشاعت:۔محترمہ ڈاکٹر امۃ الرقیب ناصرہ صاحبہ۔ معاونہ۔درثمین احمد صاحبہ۔

القرآن الحکیم

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُ وْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

(سورۃ التّوبۃ:۱۱۲)

توبہ کرنے والے،عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، (اللہ) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے، اور بُری باتوں سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دیدے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ.

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۸۰۔از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر ۹۵۳۔صفحہ نمبر ۹۰۱۔)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح جب نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے، انکی (بشارتوں کے حامل) اولاد ہوگی، (دعویٰ ماموریت کے بعد) ۴۵ سال کے قریب رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پس مَیں اور مسیح، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اُٹھیں گے (یعنی روحانیت اور مقصدِ بعثت کے لحاظ سے ہم چاروں کا وجود متّحد الصفات اور ایک ہوگا۔)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیشگوئی مصلح موعود علیہ السلام:۔ ''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنمو ائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند **مظهر الاوّل والآخر مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء** جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ **وكان امرًا مقضيًّا۔** (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 647)

مصلح موعود ہونے کا اعلان

حضرت مصلح موعودؓ نے 28 جنوری 1944ء کو پہلی دفعہ قادیان دارالامان میں اپنے خطبہ جمعہ میں مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا پھر 20 فروری 1944ء کو ہوشیار پور میں اعلان فرمانے کے بعد 12 مارچ 1944ء کو بمقام لاہور جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''آج مَیں اس جلسہ میں اُسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں 13 ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ (دین حق) دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔''

(از ماہنامہ انصاراللہ فروری 2011۔روزنامہ الفضل 18 فروری 1958ء)

ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں اور یہ دن ہمیں کن ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا مقصد اسلام کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذرّیت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیت کا حامل تھا اور جس نے اسلام کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی۔ اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیئے گئے کہ جن پہ چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔ پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنے ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے اسلام کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا اور دلانے والا ہونا چاہئے یہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے''۔ آمین (خطبہ جمعہ 20 فروری 2009ء۔روزنامہ الفضل 7 اپریل 2009ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لجنہ اماء اللہ جرمنی کی مساعی سال 2011-2012ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ جرمنی کی کُل تعداد 12 ہزار پانچ سو سینتیس ہے جن میں لجنہ کی ممبرات 9 ہزار 984 اور ناصرات 2 ہزار 553 ہیں۔اور 27 سٹیز 20 ریجنز کی 259 حلقہ/مجالس ہیں۔لجنہ اماء اللہ جرمنی کی جملہ مجالس اپنے ماہانہ، سہ ماہی اور سالانہ پروگرام بھرپور جذبے اور محنت سے سرانجام دے رہی ہیں۔سال بھر کی مساعی کا مختصر جائزہ پیش ہے۔

سال 2011-2012ء میں جرمنی بھر میں حلقہ/مجلس سطح 2645 تنظیمی اجلاسات ہوئے۔ممبرات کی حاضری کا تناسب 54% رہا،شعبہ مال میں 137 حلقہ/مجالس نے اپنا بجٹ مکمل کیا۔شعبہ تربیت کے تحت سیمینارز،190 حلقہ/مجالس میں تربیتی کلاسز،حلقہ/مجالس میں 355 مرتبہ مربیان سلسلہ نے تربیتی لیکچرز دیئے اس کے بعد سوال و جواب کا بھی موقع دیا گیا۔نیز دوران سال حلقہ/مجلس سطح پر 16 متفرق تربیتی موضوعات پر ڈسکشن کروائی گئی۔شعبہ تربیت نے جرمنی میں عائلی مسائل پہ سیمینار کروائے۔لجنہ اماء اللہ جرمنی کی 3204 ممبرات نظام وصیت میں شامل ہو چکی ہیں۔دورانِ سال شعبہ تبلیغ کے تحت ہمیں 60 بیعتیں حاصل ہوئیں جبکہ جرمنی بھر میں سٹی اور ریجنل سطح پر 66 تبلیغی ورکشاپ اور داعیات الی اللہ کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔لجنہ جرمنی نے امسال 6065 Leaflets تقسیم کیے اور جرمنی بھر کے متفرق اخبارات میں 456 خطوط لکھے جن میں سے 270 خطوط اخبارات میں شائع ہوئے۔شعبہ تعلیم کے تحت دوران سال کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے برائے مطالعہ کتاب ’’برکات الدُعا‘‘ مقرر کی گئی تھی۔گروپس تعلیمی اجتماعات کے مواقع پر اِس کتاب کا اردو/جرمن زبان میں 1000 ممبرات نے تحریری امتحان دیا۔امسال شعبہ ہذا کے تحت 39 سٹی/ریجن میں تعلیمی تربیتی کلاسز لگائی گئیں جن میں 3208 لجنہ نے شرکت کی اور 1500 ممبرات نے امتحان دیا۔تعلیمی نصاب کے تحریری امتحان میں 718 لجنہ ممبرات نے حصہ لیا۔ترتیل القرآن کلاسز کے تحت 481 لجنہ ممبرات باقاعدہ ترتیل سیکھ رہی ہیں۔امسال ترتیل القرآن کے تحت 30 معلمات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ شفقت سے اسناد لینے کی سعادت حاصل کی۔جبکہ 86 معلمات تیار ہو چکی ہیں جو آگے پڑھا رہی ہیں۔شعبہ تربیت نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ اماء اللہ جرمنی سے خطاب برموقع سالانہ اجتماع 2011ء کتابی شکل میں شائع کیا اور شعبہ اشاعت نے اسے اور حضور اقدس کے 23 جولائی 2011 کے خطاب کو تمام حلقوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے پہنچایا، نیز شعبہ اشاعت کے تحت لجنہ جرمنی کے ترجمان ’’خدیجہ‘‘ کا ایک رسالہ سیرت صحابیات ؓ جبکہ نوجوان بچیوں کیلئے جرمن زبان میں ’’عائشہ‘‘ رسالے کا دوسرا شمارہ انسانی دماغ کے موضوع پر شائع کیا گیا۔دوران سال الفضل انٹرنیشنل میں ماہنامہ خدیجہ کے دو شمارے شائع ہوئے۔امسال کل 208 بک اسٹالز لگائے گئے جن میں بمعہ خدیجہ اور عائشہ رسالہ تقریباً 19237 کتب فروخت ہوئیں۔ان میں زیادہ کتب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پہ تھیں۔امسال تمام حلقہ جات میں خدیجہ سیرت صحابیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئز بھیجا گیا۔علاوہ ازیں 190 حلقہ/مجالس میں یوم اشاعت منایا گیا۔61/حلقہ/مجالس میں مطالعہ کی شام کا پروگرام رکھا گیا اور 30 حلقہ جات میں چھوٹی لائبریریاں قائم کی گئیں۔شعبہ خدمت خلق کے تحت 132 مجالس میں اولڈ ہوم کے دورہ جات کیے۔متفرق اداروں (چلڈرن ہوم، وومن ہوم اور اولڈ ہوم) میں 38 مجالس نے بطور تحفتاً پودے، گلدان اور کپ دیئے جن پر جماعت کا واضح حروف میں نام اور موٹو درج تھا 16 متفرق اخبارات میں لجنہ و ناصرات کے اولڈ ہوم بمعہ چلڈرن ہوم کے دورہ جات کی خبر کو مع تصاویر شائع کیا۔مالی جہاد کے میدان میں لجنہ اماء اللہ جرمنی نے مسابقت کی روح برقرار رکھتے ہوئے سو مساجد کی مد میں ایک ملین یورو کے قریب قربانی کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے تعلیمی فنڈ میں 2259.50 یورو،سیدنا بلال فنڈ میں 13251.90 یورو،مریم شادی فنڈ میں 18634 یورو، یتاما فنڈ میں 6602.35 یورو اور صدقہ میں 65228.53 یورو کی قربانی کی توفیق پائی۔ہیومینٹی فرسٹ کے مختلف پروجیکٹس میں لجنہ جرمنی نے 53089,76 یورو کی خطیر رقم دی۔شعبہ صنعت و دستکاری نے مینا بازاروں اور جلسہ سالانہ اجتماعات پر اسٹال لگا کر 15474,97 یورو حاصل کیے۔شعبہ صحت جسمانی نیشنل سطح پر دو روزہ بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کیا۔اور سٹی/ریجن سطح پر 8 گروپس سپورٹس اجتماعات کروائے گئے۔شعبہ ہذا کے تحت حلقہ/مجالس میں ورزش، یوگا، تیراکی، ڈائیٹنگ اور ابتدائی طبّی امداد کے موضوعات پر سہ ماہی نصاب بھجوایا گیا۔شعبہ تربیت برائے مبائعات کے تحت بنیادی نصاب کی تیاری، نیوز لیٹر کے اجراء کے علاوہ نیشنل سطح پر 2 تعلیمی و تربیتی میٹنگز بلوائیں گئیں۔شعبہ ضیافت کے تحت حلقہ/مجلس سطح پر 398 کوکنگ کلاسز لگائی گئیں۔

(بقیہ صفحہ 4 پر)

یادوں کے دریچے سے

مکرمہ شمیم مستقیم صاحبہ مورفلڈن جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:۔

میرے شوہر مکرم محمد مستقیم صاحب (مرحوم) 1942 میں انڈیا کے صوبہ بہار میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد شیخ محمد عبد اللہ صاحب اپنے خاندان میں ایک باعمل عالم سمجھے جاتے تھے۔میرے شوہر کے بہنوئی جن کا نام اب یاد نہیں ہے۔ کلکتہ میں بانی سیٹھ صدیق صاحب کے ساتھ کاروباری تعلق رکھتے تھے جن کی وجہ سے میرے شوہر کے بڑے بھائی مکرم محمد الیاس صاحب مددگار کارکن فضلِ عمر ہسپتال (مرحوم) کو احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرے شوہر کی والدہ کی وفات کے وقت اُن کی عمر 3 یا 4 برس تھی۔اس کم عمری میں اُن کے بڑے بھائی مکرم محمد الیاس اور ان کی اہلیہ نے اُن کی پرورش اپنے بچوں کی طرح کی۔اُن کے اس احسان کو مستقیم نے کبھی فراموش نہیں کیا تازیست اُن کی انتہائی قدر کی اور محبت کا سلوک کیا۔تقسیم ہند کے وقت آپ پاکستان ہجرت کر آئے۔لاہور میں عارضی قیام کے بعد ربوہ میں یادگار اماں جان رضی اللہ عنہ چوک کے نزدیک جو کمرے تھے وہاں ٹھہرے۔

یہ دور خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا تھا اور اس دور میں حضور کے ساتھ پہرے دار نہیں ہوتے تھے حضور گزرتے تو بچے قریب چلے جاتے میرے شوہر بتایا کرتے تھے کہ ہم حضور کے ساتھ ساتھ مسجد مبارک چلے جایا کرتے۔محبت اور خوش قسمتی کا عجیب دور تھا۔مستقیم صاحب کے والد گو احمدی نہیں ہوئے مگر کبھی مخالفت نہیں کی۔محمد مستقیم صاحب نے میٹرک کے بعد دفتر موصیان اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری برائے خلیفۃ المسیح الثالث میں خدمات سرانجام دیں۔ بعدازاں پاکستان ایرفورس میں ملازم ہو گئے۔ دوران ملازمت بھی جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ 1971 میں ہمارا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھایا میرے والد الطاف حسین خان صاحب شاہجانپور کے رہنے والے تھے اور فدایان احمدیت میں سے تھے۔تبلیغِ دین ہی اُن کا اوڑھنا اور بچھونا تھی۔حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے۔

میرے شوہر کے بڑے بھائی مکرم محمد الیاس صاحب کا خاندان مسیح موعودؑ سے گہرا تعلق تھا اور اُن کی وجہ سے مستقیم کا بھی خاندان سے ایک گہرا تعلق تھا۔مکرم الیاس صاحب کو صاحبزادہ مرزا منوّر احمد صاحب کے ساتھ ایک طویل عرصہ کام کرنے کی سعادت ملی اس لئے اُن کے گھر سے ایک بہت گہرا تعلق بن گیا۔

ائیرفورس کی ملازمت کے چند برس بعد مستقیم عراق چلے گئے خدا کے فضل سے اچھی ملازمت کی۔دورانِ ملازمت اپنے اعلیٰ اخلاق جو ہر ایک احمدی کا اعجاز ہے۔وہ پاکستانی چیف کے نام سے جانے جانے لگے۔اپنی انہیں اخلاقی خوبیوں کے باعث آپ کو کمپنی کے اسی پینل میں شامل کیا گیا جو نئے ملازمین کا انتخاب کرنے کے لئے انٹرویو لیتا ہے۔آپ نے اس طریق سے بہت سے احمدی احباب کی مدد کی دورانِ انٹرویو جو کمی بیشی محسوس کرتے اسے دور کرنے کا کہتے اور رہنمائی کر دیتے۔1985 میں ہم ہجرت کر کے جرمنی آ گئے ۔ یہاں آ کر مہاجر پناہ گاہ میں ٹھہرے اور اس دوران بھی جماعتی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہاں کے مقامی صدر جماعت میاں عبدالسلام صاحب کی جب ٹرانسفر ہو گئی تو مستقیم نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔آپ نے وہاں آنے والے نئے احمدیوں کی جو مدد کی اور جس طرح سے کی وہ ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔نئے آنے والے احباب کے لئے حتی الوسع کھانے کا انتظام کرتے خود ٹیلیفون کر کے اُن کو اطلاع کرتے۔

آپ نے جرمنی میں بہت سے جماعتی شعبوں میں خدمات سرانجام دیں۔جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ایک لمبا عرصہ ناظم شعبہ امانات کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ناظم دارالقضا بورڈ قائم مقام صدر قضا بورڈ کے طور پر بھی کام کیا۔

آپ ایک بے مثال شوہر شفیق باپ اور ایک دانش مند انسان تھے۔ اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے الاستقامت فوق الکرامت۔(استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے) کے مصداق بے شمار احمدیوں کی طرح آپ سے بھی یہ وصف ظاہر ہوا کہ زندگی کی خزاں و بہار،نشیب و فراز، دکھ اور سکھ میں جو ایک رشتہ ہمیشہ مضبوط رہا وہ تھا خدا تعالیٰ سے اور اس کے مسیح موعودؑ کے نظام سے وفا کا رشتہ۔ گو کہ میری ایک دینی ماحول میں پرورش ہوئی تھی لیکن مستقیم کا ساتھ میرے لئے ایک درس گاہ جیسا ہے جس میں مَیں نے خدا تعالیٰ سے وفا کے لئے اسلوب سیکھے۔ استقامت کے کئی مضامین جان لئے ۔اُن کی اس وفاداری کو خدا تعالیٰ نے اپنی محبت کا جامہ پہنایا۔مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے۔ وہ جب حج کے لئے گئے تو سخت کھانسی کی شکایت تھی لیکن انہوں نے بتایا کہ جیسے جیسے منزل قریب آتی گئی میری تکلیف دور ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ بیماری کا نام ونشان نہ رہا۔وہاں جب روضۂ مبارک کے گرد طواف کر رہے تھے تو ہجوم کا ایسا دباؤ آیا کہ روضۂ مبارک کی جالی سے جا لگے جو کہ عام حالات میں اس کو چھونا بھی ناممکن ہے۔یقیناً خدا تعالیٰ کی نظر میں ایک احمدی کا حج کرنا بہت پسندیدہ ہے۔جو کہ اُس کا فرمانبردار ہے۔

24 اپریل وفات کے دن شام کو نماز باجماعت ادا کی کھانا کھایا اُن کے کندھے میں درد تھا۔اس لئے جلد لیٹنے چلے گئے اور دوران نیند ہی حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ موصی تھے ۔25 اپریل 2011 بمقام ناصر باغ امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی تدفین توسیع بہشتی مقبرہ ربوہ میں کی گئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت آپ کی نمازِ جنازہ غائب یکم جون 2011 کو لندن میں ادا کی ۔خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ سے انتہائی مغفرت کا سلوک فرمائے۔اور وہ تمام اعلیٰ اخلاق جن سے اُن کی شخصیت منوّر تھی ہم سب میں جاری فرمائے آمین۔آپ نے لواحقین میں ایک بیٹی قانتہ مستقیم بطور یادگار چھوڑی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف خطاب : تعلق باللہ

مقرر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان فرمودہ: آڈیو کیسٹ چار عدد۔ بر موقع جلسہ سالانہ ربوہ 28 دسمبر 1952

نام کتاب : تعلق باللہ

شائع کردہ: فضل عمر فاونڈیشن

تعداد صفحات: 92

کچھ مصنف کے بارے میں:

یہ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی تقریر" بعنوان تعلق باللہ" پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عظیم موعود بیٹے کی پیشگوئی فرمائی جس کی خبر گزشتہ الٰہی نوشتوں میں بھی موجود ہے۔ یہ پیشگوئی غیر معمولی شان وشوکت کی حامل ہے ۔ پیشگوئی مصلح موعود کی باون علامات میں یہ خبر بھی دی گئی ہے "کہ وہ کلمۃ اللہ ہے...وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا...علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا... **كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ**...جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کا موجب ہوگا ،نور آتا ہے نور..جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔"

(پیشگوئی مصلح موعودؓ بحوالہ اشتہار 20 فروری 1886، تذکرہ صفحہ نمبر 111-109)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا تعالیٰ نے تقریر کا خاص ملکہ عطا کیا تھا۔ حیرت انگیز طور پر بات دل میں اتر جاتی تھی، آپؓ کی زبانِ مبارک سے حقائق و معارف کے چشمے پھوٹتے تھے۔ تحقیق کا رنگ بھی نرالا تھا جس مضمون پر بھی قلم اٹھاتے یا تقریر کرتے تو اس کا کوئی بھی پہلو تشنہ نہ رہتا یہی وجہ تھی کہ آپؓ کی تقریر جو کہ کئی کئی گھنٹوں پر محیط ہوتی تھی ۔ عورتیں، مرد اور بچے سبھی موسمی تغیرات کی پرواہ کیے بغیر اس کو سننے کیلئے بیٹھے رہتے تھے، کہ ایسا نہ ہو کہ آپؓ کوئی نکتہ بیان کریں اور وہ سننے سے محروم رہ جائیں۔ آپؓ کی تقریر ہمیں یعنی سننے والوں کو روحانی طور پر ساٹھ سال پہلے اس دور میں پہنچا دیتی ہے اور یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہم اس کا ایک حصہ ہیں۔ آپؓ کی آواز کا اتار چڑھاؤ اور انداز کی بے ساختگی سننے والے کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اس خطاب کو اوّل تا آخر بلا روکاوٹ سُنے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے خود اس تعلق اور محبت کو محسوس کر رہے ہیں۔

آپؓ نے 28 دسمبر 1952 کو بر موقع جلسہ سالانہ ربوہ میں یہ نہایت ہی پُر مغز اور روح پرور خطاب فرمایا، اس تقریر کی ایک اور نہایت اہم اور تاریخی بات جو اس کے بارے میں تحقیق کرنے سے سامنے آئی وہ یہ ہے کہ چار گھنٹے پر مشتمل اس تقریر کی آڈیو کیسٹیں حضرت مصلح موعودؓ کی پر شکوہ آواز میں سب سے پرانی آڈیو ٹیپ کی صورت میں جماعت کا ایک نہایت ہی قیمتی اثاثہ ہے۔ (بحوالہ السلام اردو لائبریری ، احمدیت یعنی حقیقی اسلام ،صداقت کے نشان، مضمون عبد السمیع خانصاحب "ایک مقدس خواہش اور اس کی حیرت انگیز تکمیل") اور یہ ہماری جماعت کے شعبہ سمعی و بصری میں دستیاب ہیں۔ اگرچہ کہ آڈیو ٹیپ کے نہایت قدیم ہونے کے باعث آواز کو بہت غور سے سننا پڑتا ہے۔ بحر کیف اس بات سے بھی اس کے تاریخی اور قیمتی اثاثہ ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا۔

اس خطاب میں آپؓ نے نہ صرف "تعلق باللہ" کا اصل مفہوم واضح کیا، بلکہ احبابِ جماعت پر اس کی اصل اہمیت بیان فرمائی اور یہ نصیحت بھی کی کہ احبابِ جماعت خود بھی خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق اس طور پر مضبوط کریں کہ ان کو اپنی تمام تر دنیاوی اغراض اور تفکرات و مصائب کا حل پانے کے لیے کسی سہارے کی حاجت نہ ہو۔ بلکہ ان کی اصل دعا ہی فقط اس غرض سے ہو کہ انہیں خدا کا قرب نصیب ہو جائے، کیونکہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو جائے تو سب کچھ اسی میں آ جاتا ہے۔

ایک اور خصوصیت اس کی یہ بھی ہے کہ اس میں "تعلق باللہ" کا نہایت عمیق اور فلسفیانہ موضوع نہایت ہی عام فہم اور بے حد خوبصورت اور دلچسپ مثالیں دے کر سمجھایا گیا ہے ۔ جیسے ماں اور بچے کا تعلق ، پیار ،ایثار ،اپنائیت کا اظہار ، ناراضگی کا اظہار، دکھ اور تکلیف پر اس کی تڑپ وغیرہ ،اور پھر تعلق کا مفہوم واضح کرنے کی غرض سے عربی زبان میں جو الفاظ پائے جاتے ہیں ان کا ذکر ہے۔ مضمون کے آخری حصہ میں آپؓ نے خدا تعالیٰ سے تعلق اور محبت قائم کرنے کے ذرائع کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ذیل میں خاکہ پیش کیا گیا ہے جس سے اس مضمون کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ ہوگا اس لئے آپ قارئین سے بھی گذارش کروں گی کہ ضرور اس کتاب یا آڈیو ٹیپ سے مستفید ہوں۔

تعلق باللہ:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ میرے پاس مختلف دنیاوی اغراض کے بارے میں دعا کی درخواست لے کر آتے ہیں، حالانکہ ہماری اولین دعا تو یہ ہونی چاہیے کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو کیونکہ یہی ہمارا مقصدِ حیات ہے۔ اگر خدا کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہو جائے تو سب کچھ اسی میں آ جاتا ہے اسکی مثال آپؓ نے یوں دی کہ "ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں" پھر ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کا ملنا اور اس سے انسان کا تعلق پیدا ہونا ہی سب سے اہم اور ضروری چیز ہے اور ہمیں ادنیٰ چیزوں کے حصول کی جدوجہد کے بجائے اعلیٰ ترین ذات سے تعلق کے حصول کی جانب متوجہ ہونا چاہیے ۔ جبکہ لوگ اکثر ادنیٰ اور معمولی چیزوں کے حصول پر خوشی کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ بہت خوش قسمت ہیں حالانکہ ان چیزوں کے حصول کے بعد بھی ہزاروں چیزوں کی احتیاج انسان کو باقی رہتی ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ پر ہمیں کامل یقین ہو کہ وہ ہمیں مل سکتا ہے تو انسان قطعی اور یقینی طور پر کہہ سکتا ہے کہ اب مجھے اور کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ انبیاء بڑے قیمتی وجود ہیں اور انکی محبت انسان کے ایمان کا ایک ضروری جزو ہے لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کسی کو خدا مل جائے اور اسے انبیاء نہ ملیں۔ انبیاء تو اسے شوق سے ملیں گے اور کہیں گے کہ جو تمہارا محبوب ہے وہ ہمارا بھی محبوب ہے اور جب وہ تم سے محبت کرتا ہے تو ہم بھی تم سے محبت رکھتے ہیں ۔اس لیے ہمیں ادنیٰ چیزوں کے حصول کی جدوجہد کے بجائے اعلیٰ ترین ذات سے تعلق کے حصول کی جانب متوجہ ہونا چاہیے۔

آپؓ نے مختلف مذاہب میں خدا کے ملنے کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہودی مذہب کے مطالعہ سے صاف پتہ لگتا ہے کہ خدا مل سکتا ہے ۔اسی طرح بائیبل میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ کُشتی کی اور حضرت یعقوبؑ نے خدا تعالیٰ کو گرا لیا یہ ایک کشفی نظارہ تھا کوئی بیہودہ یا لغو قصہ نہیں ۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کا خود کو خدا کا بیٹا کہنا صاف بتاتا ہے کہ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق روحانی باپ اور بیٹے کا تھا۔ اسی طرح زرتشتی مذہب ، بدھ مذہب سب میں خدا کا تصور موجود ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تو خود کئی بار خدا تعالیٰ کے فضل کو، اسکے پیار کو، اسکی محبت کو اپنے اندر جذب کرنے کا موقع ملا ہے اور جو تسکین اور اطمینان اس کی محبت کو پانے سے ملتا ہے وہ بیان سے باہر اور محسوسات سے تعلق رکھتا ہے۔ آپؓ نے بیان کیا کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ خدا نہیں مل سکتا۔ جو لوگ خدا کو مانتے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں خدا تعالیٰ کی کتاب کو اپنا رہنما سمجھتے ہیں اور اسکے مطابق چلنے کی کوشش کرتے ہیں وہ تو یہی یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مل سکتا ہے۔ لیکن عملی زندگی میں خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کرنے والے منکرین کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نہیں مل سکتا۔ مختلف مذاہب کے پیروں کا بیان ہے کہ ان کے نبیوں اور صلحا کو خدا ملا۔ آپؓ فرماتے ہیں بلکہ ہمارا بھی دعویٰ ہے کہ وہ ہم کو بھی ملا ہے اور اس نے ایسے ایسے رنگ میں اپنے تعلقات کا اظہار کیا ہے، یہ ملنا اس ملنے سے کسی طور کم نہیں جس طرح کوئی اپنے ماں باپ یا کسی اور عزیز سے ملتا ہے۔ اور ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل کے مشاہدات کیے ہیں اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کس طرح خدا تعالیٰ محبت اور پیار کرتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ان چیزوں میں جو لطف ہے وہ باقی کیفیات میں کہاں ہے۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ عبادت کی توفیق اس کے فضل اور احکامات پر عمل اس کے احسان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں بھی خدا مل سکتا ہے۔ لیکن جو مزہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کا براہِ راست خدا سے تعلق ہو اور اس نے اپنی محبت اور پیار کا اظہار بھی نعمتوں کے علاوہ دیکھا ہو، تو وہ مزہ اس شخص کو کہاں حاصل ہو سکتا ہے جو ان نشانات سے محروم ہو۔ ان دونوں کی تو آپس میں کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔

پھر آپؓ نے تعلق کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسکے معنی لٹکنے کے ہیں۔ گویا تعلق باللہ کے معنی خدا کے ساتھ اس طور پر لٹک جانا کہ کوئی آپ کو پرے نہ کر سکے ایسا مضبوط تعلق قائم کرنے کے ہیں۔ پھر اسکے بارے میں آپؓ نے مختلف قرآنی آیات و احادیث سے اپنے بیان کی تصدیق کی۔ اسکے بعد آپؓ نے عربی زبان میں تعلق کے اظہار کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ مثلاً رغبت، شوق، انس، وُد، محبت، خلت، عشق کی وضاحت بیان فرمائی۔ آپؓ نے بیان کیا ہے کہ شوق اور عشق کا لفظ قرآن کریم میں نہ بندے کے خدا سے تعلق اور نہ خدا کا بندے سے تعلق کے طور پر ان الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ عشق ایسی محبت کے معنی میں آتا ہے جو عقل کو مفلوج کر کے انسان کو بسا اوقات ہلاکت تک پہنچا دے اور خدا کے تعلق میں یہ بات اسکی شان کے خلاف جاتی ہے کیونکہ خدا کی محبت انسان کو ہلاکت اور بربادی سے بچاتی ہے۔ اسی طرح رغبت کے معنی اس کے (خدا کے) ملنے کی شدید خواہش انسان کے دل میں پیدا ہونے کے بیان کیے ہیں۔ اور اسی طرح وُد ایسی محبت کا نام ہے جو محبّ اور محبوب کو اس طور پر جوڑ دے کہ ان میں گہرا تعلق پیدا ہو جائے اور ان کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دے۔ محبت اس تعلق کو کہتے ہیں جو نتیجہ خیز ہو اور ایک کھیتی پیدا کر دے۔

پھر آپؓ نے بتایا کہ محبت کا تعلق بندہ اور خدا دونوں میں دوطرفہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خلت کے معنی اس محبت کے ہیں جو تمام اختلافات کو دور کر دے اور خیالات اور جذبات میں یکجہتی پیدا ہو جائے۔ گویا خالق کی محبت انسان کے جسم، روح، دل اور دماغ پر اس طور سے حاوی ہو جائے کہ غیریت کا کوئی سوال باقی نہ رہے۔ اور خلت کا لفظ خدا اور بندے کے انتہائی تعلق کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ پس بندے کی محبت، رغبت اور انس سے ترقی کرتے ہوئے وُد کے مقام پر خدا تعالیٰ کی محبت میں مدغم ہو جاتی ہے اور پھر دونوں محبتیں مل کر خلت کے مقام پر ختم ہو جاتی ہے اور یہاں خدا اور بندہ ایک دوسرے کے خلیل ہو جاتے ہیں مگر اس مقام پر بھی خدا کی محبت سب سے غالب درجہ رکھتی ہے۔ آپؓ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بندہ جب رغبت ،انس ،وُد کے مقام سے ترقی کر کے حبّ کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تو گناہوں کی معافی کم ہو جاتی ہے کیونکہ اس پر اس ذات باری تعالیٰ کے اسرار و رموز کھل چکے ہوتے ہیں پھر اس پر لازم ہے کہ خدا کی محبت اور تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہو۔ اس میں دوام بھی پایا جاتا ہو اور پھر اس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہمارا ہر عمل ہو۔

خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس انسان میں احسان جتانے کا یا تکبر کا یا فخر کا عنصر نہ ہو پھر وہ حد سے گزرنے والا بھی نہ ہو، اور اس کی محبت میں کسی قسم کی خیانت کا عنصر نہ پایا جاتا ہو، اسی طرح وہ گناہ سے دور اور اطاعت گزار

Vol.15 Monthly Khadija Germany Issue-3.

Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M. Telephone: 069-50688600, Telefax:0611-2042660, E-mail: li.ishaat@ahmadiyya.de

ہو، عارضی لذّات پر قانع نہ ہو بلکہ وہ خدا کا شکر بھی ادا کرے اور قدم بقدم آگے بھی بڑھتا چلا جائے پھر وہ مفسد بھی نہ ہو مفسد سے بھی خدا تعالیٰ محبت نہیں کرتا، اسی طرح شکر گزار ہو یہ خدا تعالیٰ کے احسانات کو اور انعامات کو جذب کرنے اور حبّ الٰہی کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی طرح مسرف کو بھی خدا پسند نہیں کرتا، اور ظالم سے بھی محبت نہیں کرتا۔ غرض یہ کہ یہ دس برائیاں جس میں پائی جاتی ہوں وہ خدا سے محبت کے قابل نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ بھی مراد نہیں کہ جن میں یہ برائیاں نہ ہوں وہ ضرور خدا کی محبت کے اہل ہوں گے یا خدا بھی ان سے ضرور محبت کرے گا مگر امکان کی صورت ہوتی ہے کہ وہ خدا سے محبت کر سکیں۔

آپؓ نے خدا تعالیٰ کی محبت پانے کے ذرائع بھی بیان فرمائے۔

1: اوّل آپؓ نے بیان کیا کہ ذکر الٰہی سے یا صفات الٰہی کا ورد کرنے سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپؓ نے بیان فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے شروع میں انسان کو صفات کا ورد کرتے ہوئے ان کی گہرائی محسوس نہ ہو۔ گویا اس کو کچھ بناوٹ کرنا پڑے۔ بناوٹ کبھی کبھی سچ ہو جاتی ہے یا محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس ضمن میں آپؓ نے نہایت دلچسپ مثالیں دیں اس کے بارے میں ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گی کہ عربوں میں ایک قصہ مشہور ہے کہ کوئی لڑکا تھا جسے باقی لڑکے تنگ کرتے اور مارتے تھے۔ جب وہ تنگ آجاتا تو پیچھا چھڑانے کیلئے کہتا کہ تمہیں کچھ پتہ بھی ہے کہ آج فلاں رئیس کے ہاں ولیمہ کی دعوت ہے یہ سنتے ہی بچے اس طرف دوڑ پڑتے اور اسے چھوڑ دیتے۔ ان کے جاتے ہی اسے خیال آتا کہ شائد وہاں سچ مچ دعوت ہو اور میں محروم رہ جاؤں اس خیال آنے پر وہ خود بھی اسی طرف دوڑ پڑتا۔ ابھی وہ نصف راستہ میں ہی ہوتا کہ لڑکے جو ناکام ہو کر واپس آرہے ہوتے وہ غصہ میں اسے پکڑ لیتے اور خوب مارتے۔ جب وہ تنگ آجاتا تو پھر اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کہتا کہ میں نے تم سے جھوٹ بولا دعوت اس رئیس کے ہاں نہیں فلاں کے ہاں تھی یہ سن کر لڑکے اس طرف دوڑ پڑتے مگر ان کے جانے کے بعد پھر اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ وہاں واقعی دعوت ہو اور میں محروم رہ جاؤں اس خیال آنے پر وہ بھی اس جانب دوڑ پڑتا اور دھوکا کھا جاتا۔

2: دوسرا ذریعہ صفات الٰہیہ پر غور کرنا ہے جسے صوفیا کی اصطلاح میں فکر کہا جاتا ہے۔ اس میں خدا کی صفات پر غور کرنے سے اسکی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

3: تیسرے مخلوق الٰہی کی خیر خواہی اور خدمت خلق سے دل میں خدا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال آپ نے یوں دی تم ریل میں سفر کرتے ہو کمرہ میں سخت بھیڑ ہوتی ہے ایک شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ کمبخت یہ ریل ہے یا ڈربہ جو آتا ہے اس ڈبہ میں آجاتا ہے اس وقت اگر تم ایک کیلا نکال کر اس شخص کے بچے کو دیدو تو اسی وقت اسکا غصہ جاتا رہے گا وہ ڈھیلا پڑ جائے گا اور کہے گا تشریف رکھیے اور وہ تم سے محبت کی باتیں کرنے لگ جائے گا۔ یعنی دوسرے لفظوں میں مخلوق کی محبت سے انسان خدا کو گویا مجبور کرتا ہے کہ میرے دل میں اپنی محبت ڈال دے پھر خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور خدا کی محبت سے مخلوق بھی پیدا ہوتی ہے۔

(ماخوذ از کتاب: تعلق باللہ صفحہ 59 تا 62 از: خطاب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

4: پھر گناہ پہ ندامت کی عادت ڈالنا اس سے بھی محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے۔

5 دعا کی عادت اس یقین کے ساتھ ہو کہ میرے کام دعا کے بغیر ہو ہی نہیں سکتے۔

6: اسی طرح انصاف قائم کرنے سے اور بدی کو خدا کے کیے چھوڑنے سے بھی خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

7: خدا کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش سے بھی اور فطرت پر غور کرنے سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

8: قانون قدرت میں ایسے امور تلاش کرنا جو محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں اسکی مثال آپؓ نے ماں باپ کی بچوں سے محبت کے تعلق سے دی کہ وہ بچوں کو دنیا میں لانے کا موجب ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ وحدت جسمانی ہے، محبت کی تیسری وجہ اپنائیت ہوتی ہے۔ اسلیے فطرتی طور پر محبت پر مجبور ہوتا ہے۔ اور یہ تمام صفات خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہیں اور وہ لازم اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ دوسرا موجب محبت کا احسان ہوتا ہے جسمیں بچے کی ماں باپ سے محبت آجاتی ہے۔ اس لیے خدا کے تعلق میں ہم اسکے احسانات کو یاد کر کے اسکی محبت کو پا سکتے ہیں۔ محبت کی تیسری وجہ حسن کے ہیں، دنیاوی تعلقات میں حسن پہلے نظر آتا ہے اور احسان بعد میں مگر خدا کے تعلق میں یہ بات الٹ جاتی ہے اور احسان پہلے آجاتا ہے اور حسن بعد میں کیونکہ حسن الٰہی احسان الٰہی سے زیادہ مخفی ہے۔

چوتھا ذریعہ اقتضائے حاجات ورفع شہوات کا ہے اس لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ سب سے زیادہ محبت کا مستحق ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ حاجات روا ہے اسی طرح رفاقت اور مصاحبت کو لیں یا پھر محبوب کے محبّ کو لیں یا طویل تعلق یا وابستگی کے احساس کو لیں، یا محبوب کے وصال سے حاصل ہونے والی سکینت کو لیں، یا تحریک وتحریض کو لیں ہر پہلو ہر جہت سے خدا تعالیٰ کی محبت سب سے اعلیٰ وارفع درجہ کی حامل ہے۔ اس کی وضاحت میں آپؓ نے کئی بے پناہ خوبصورت مثالیں دی ہیں۔ آپ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ کچھ نیک فطرت لوگوں کے دل میں خدا تعالیٰ پہلے خود اپنی محبت ڈالتا ہے پھر وہ اس کو مزید بڑھانے کی سعی کرتے ہیں اس کو ''وجبی محبت'' کہتے ہیں۔ کچھ لوگ پہلے اس کو پانے کی سعی شروع کرتے ہیں پھر خدا تعالیٰ بڑھاتا ہے اس کو ''کسبی محبت'' کہتے ہیں۔

اس تقریر کو سننے میں جو مزا ہے، ان کیفیات کو بہترین انداز میں بیان کرنا شائد ممکن نہیں ہو یہ صرف محسوس کی جاسکتی ہیں۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مَہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مِری ہر بات کو تُو نے چلا دی
مِری ہر روک بھی تُو نے اُٹھا دی
مری ہر پیش گوئی خود بنا دی
ترٰی نَسْلاً بَعِیْداً بھی دِکھا دی
جو دی ہے مُجھ کو وُہ کِس کو عطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اس دلستاں میں
ہُوئے بدنام ہم اِس سے جہاں میں
عدُو جب بڑھ گیا شورو فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں
ہُوا مُجھ پر وُہ ظاہر میرا ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو ص 50)

بقیہ حصّہ رپورٹ از صفحہ 2:۔

اور حفظان صحت سے متعلق دلچسپ معلومات پر مبنی نصاب ارسال کیا گیا۔ شعبہ ناصرات میں دوران سال بچیوں کیلئے تربیتی، تعلیمی اور تبلیغی سمینارز کے انعقاد کے علاوہ پریزینٹیشن اور ڈسکشن کے پروگرام رکھے گئے۔ نیز موسم گرما کی تعطیلات میں سٹی / ریجنل سطح پر پروجیکٹ ویک کروایا گیا اِس میں ناصرات کو 7 متفرق گروپس میں تقسیم کر کے سپورٹس، کھانا پکانے، سلائی کڑھائی، Mta، نیچر، ڈرائینگ اور کتاب بنانے کے طریق سکھائے گئے۔ علاوہ ازیں دوران سال جرمنی کے تمام حلقہ صدرات اور عاملہ ممبرات کے نو گروپس میں ریفریشر کورسز، گروپس، نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی، نویں مجلس شوریٰ اور تین مختلف مقام پہ سیمینار برائے ترجمانی کا انعقاد کیا گیا۔ ان سیمینارز میں لجنہ نے ترجمانی کرنے کے طریقے سیکھے۔ اس سال صدر صاحبہ لجنہ نے نیشنل عاملہ کی مدد کے لئے مختلف شعبہ جات میں حضور اقدس کی منظوری سے چھ انچارجز بنائیں جنہوں نے احسن رنگ میں اپنے فرائض ادا کئے۔ دوران سال معاون صدر جماعتی شعبہ جات نے بھی بھرپور معاونت کی۔ الحمدللہ

اَمتہ الحیٔ احمد صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی — مرتب:۔ لبنیٰ ثاقب

سو گزارش ہے کہ آپ اس تقریر کو ضرور پڑھیں اور سنیں۔ کتاب آڈیو کیسٹ کا بدل نہیں ہو سکتی۔ آڈیو کیسٹ کا لطف ہمیں بہت گہرا محسوس ہوتا ہے۔ دورانِ خطاب آپؓ کہیں اعلانات کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں دوران خطاب ہی انتہائی دلچسپ اور سبق آموز لطائف سنا کر اپنی بات کی وضاحت فرماتے ہیں۔ آخر میں آپؓ بہت خوبصورت طریقے سے خدا تعالیٰ کی محبت پانے کی دعا تمام حاظرین کے ساتھ دھراتے ہیں، جس کو سن کر انسان پہ رقت طاری ہو جاتی ہے۔ خدا کرے یہ تقریر خدا تعالیٰ سے ہمارے اور ہماری نسلوں کے تعلق کو بہت مضبوط کرے۔ آمین

اک وقت آئے گا کہیں گے تمام لوگ — ملت کہ اس فدائی پر رحمت خدا کرے
اب وقت آگیا ہے کہ کہتے ہیں حق شناس — ملت کہ اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(درثمین احمد: جماعت۔ Bad Marienberg)